جہاد

اندھیرے سے روشنی کا سفر

جہاد ایک ایسا موضوع ہے جسے انسانی سمجھ سے بالاتر بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے اور اس میں کافی حد تک قصور ہم مسلمانوں کا ہی ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ بہت سے مذہبی رہنماؤں نے جہاد کے موضوع کو الجھا کر رکھ دیا ہے جس کی وجہ سے ہم مسلمان بھی اس کی اصل رُو کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اس سے سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ دنیا جہاد کے لفظ سے ڈرنے لگی اور مسلمانوں کی مزید بدنامی ہوئی۔ اسی لئے یہ ضروری ہے کہ سب سے پہلے ہم مسلمان خود اس موضوع کو اچھی طرح سمجھ لیں اور پھر دوسروں کو اس کے اصل مقصد سے روشناس کروائیں۔ اس سلسلے میں قرآن اور حدیث کی روشنی میں بہت سے اہم سوالات کے جواب جاننے کی ضرورت ہے تاکہ پوری انسانیت کا فائدہ ہو۔

کیا جہاد کا مطلب ’مقدس جنگ‘ ہے؟

لفظ ’جہاد‘ جہد سے نکلا ہے جس کا مطلب کوشش ہے۔ بدقسمتی سے اس لفظ کو انتہا پسند مذہبی رہنماؤں نے بدل دیا ہے اور اسے غیر مسلموں کے خلاف مسلح جنگ قرار دے دیا ہے۔ اس لفظ کے معنی اس طرح سے تبدیل کئے گئے ہیں کہ سننے اور دیکھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مطلب صرف کفار کے خلاف جنگ ہے۔ لفظ جہاد کے معنی بالکل صاف اور آسان ہیں، اس کے لغوی معنی کسی بھی طرح مسلح، مقدس اور جنگ کے الفاظ سے مشابہت نہیں رکھتے۔ البتہ اس لفظ کے غلط استعمال اور غیر ضروری تشریحات نے اسے جنگ کا رنگ دینے کی کوشش کی ہے۔ لیکن قرآن اور حدیث اس معاملے میں مسلمانوں کو رہنمائی فراہم کرتے ہیں، بشرطیکہ وہ ان سے رہنمائی حاصل کرنے کے خواہشمند ہوں۔ قتال وہ لفظ ہے جسے قرآن میں مسلح اور جنگ کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ یہ لفظ قرآن میں کئی ایک مقامات پر استعمال ہوا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کی شرائط کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور یہ صاف الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ ظلم اور ظالم کے خلاف ایسا کیا جاسکتا ہے۔

لفظ جہاد خدا کی راہ میں کی گئی کوششوں کا نام ہے۔ قتال یا جنگ محض اس کا ایک پہلو ہے یہ دونوں الفاظ قرآن میں الگ الگ مقامات پر استعمال کئے گئے ہیں اس لئے انہیں ایک معنی دینا زیادتی ہے۔ قرآن میں بیان ہوا ہے کہ ’مومن صرف وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں، اور شک نہیں کرتے (اسلام کی سچائی پر) اور اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ یہی سچے ہیں۔‘ (49.15)

ایک اور آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ ’اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو، اور جان لو کہ اللہ سننے اور جاننے والا ہے‘۔ (2.244)

پہلے بیان کی گئی آیت میں صاف الفاظ میں بتایا گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں کوشش کرو۔ جبکہ دوسری آیت میں بتایا جارہا ہے کہ اللہ کی راہ میں جنگ کرو، اور یہ بھی بتایا جارہا ہے کہ خدا بہتر جانتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے ایک جنگ سے واپسی پر فرمایا ’اب ہم جہاد ثانی سے جہاد اکبر کی طرف جا رہے ہیں، یعنی اپنے نفس کے خلاف جہاد‘۔ حضور ﷺ نے اپنے آخری خطاب میں فرمایا ’اللہ کی راہ میں جنگجو وہ ہے جو اس کی خوشنودی کے لئے اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرے‘۔

قتال (جنگ) کی شرائط

مسلح جہاد اور قتال کے بارے میں صاف ہدایات موجود ہیں، اور یہ صرف اور صرف ریاست، ریاستی نمائندے یا امام جیسی شخصیت کے حکم پر شروع کی جاسکتی ہے۔ ابن قدومہ، جو ایک مشہور اسلامی اسکالر تھے، اپنی کتاب المغنی میں دلیل پیش کرتے ہیں کہ ’جہاد (مسلح) کا اعلان کرنا ایک امام اور اس کے غیر جانبدار شرعی یا قانونی فیصلے کی ذمہ داری ہے‘۔ اسی طرح الاظہر یونیورسٹی سے تعلق رکھنے والے عالم الدار در فرماتے ہیں کہ ’جہاد کا اعلان امام کے ہاتھوں ایک رہنماء چننے سے ہوتا ہے۔‘ ابوبکر الجزائری نے جہاد کے ستون گنواتے ہوئے کہا کہ ’خالص نیت اور ایک امام کے جھنڈے تلے اور اس کی اجازت سے جہاد جائز ہے۔۔۔۔ ایک امام کے بغیر ایسا کرنا جائز نہیں۔‘ کچھ مسلمان سمجھتے ہیں کہ ایک فرد بھی دشمن ملک یا ریاست کے خلاف جنگ کا اعلان کر سکتا ہے اور یہ واقعہ بیان کرتے ہیں:

ابوبصیر نامی شخص صلح حدیبیہ کے تحت مکہ میں رہنے کا پابند تھا مگر وہ مسلمانوں کے پاس مدینہ پہنچ گیا۔ حضرت محمد ﷺ نے معاہدے کی شرائط کے تحت ابوبصیر کو قریش کے دو نمائندوں کے حوالے کر دیا۔ ابوبصیر نے ان میں سے ایک کو ہلاک کر دیا جبکہ دوسرا شخص بھاگ کر حضور ﷺ کے پاس آ گیا اور سارے واقعے سے آگاہ کیا۔ ابوبصیر بھی حضور ﷺ کے پاس آ گیا اور کہا کہ آپ نے مجھے واپس کر کے اپنا فرض ادا کر دیا اور میں اپنے کیے کا خود ذمہ دار ہوں۔ اسی لئے ابوبصیر نے مدینہ چھوڑ دیا اور دہل المروہ چلا گیا۔ کچھ ہی عرصے میں اور بھی ساتھی اس سے آ ملے اور انہوں نے قریش کے کاروباری قافلوں کو لوٹنا شروع کر دیا۔ تنگ آ کر قریش نے ابوبصیر اور اس کے ساتھیوں کے لئے شرائط آسان کر دیں اور وہ مدینہ چلے آئے۔

جیسا کہ اس واقعے سے صاف ظاہر ہے کہ ابوبصیر اپنے کیے کا خود ذمہ دار تھا اس لئے اس کے عمل کو قتال کا مجاز ٹھہرانا غلط ہے۔ اسلام میں قتال کی شرائط کافی وضاحت سے بیان کی گئی ہیں۔ صحیح مسلم کی یہ حدیث ان شرائط کو بیان کرنے میں مددگار ثابت ہوگی:

سلمان بن بریدکی اپنے والد سے روایت ہے کہ جب بھی حضور ﷺ فوج کے سپہ سالار کا انتخاب کیا کرتے تھے تو وہ اسے خدا سے ڈرنے اور دوسرے مسلمانوں سے اچھا سلوک کرنے کی ہدایت کیا کرتے تھے۔ وہ فرماتے تھے: ’مقدس جنگ (جہاد) کرو، مال غنیمت کا غلط استعمال نہ کرو؛ اپنی بات سے مت پھرو؛ اور مرے ہوؤں کی بے حرمتی مت کرو؛ بچوں کو مت مارو۔ جب تم اپنے دشمنوں سے ملو تو انہیں تین دفعہ دعوت دو۔ اگر وہ ان میں سے کسی ایک کا بھی جواب دیں تو اسے مان لو، اور اپنے آپ کو انہیں نقصان پہنچانے سے روک دو۔ انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دو؛ اگر وہ اس کا جواب دیں تو اسے قبول کرو اور ان سے جنگ مت کرو۔ پھر انہیں اپنی زمینیں چھوڑ کر ہجرت کرنے کی دعوت دو اور کہو کہ وہ مہاجروں کی سرزمین پر بس جائیں اور وہاں انہیں مہاجروں کے تمام حقوق مہیا ہوں گے۔ اگر وہ ایسا کرنے سے منع کر دیں تو انہیں کہو کہ ان کا درجہ بدّو مسلمانوں کا ہوگا اور انہیں باقی مسلمانوں کی طرح خدا کے احکامات ماننا ہوں گے، البتہ انہیں مال غنیمت میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا، اور وہ صرف اس وقت اس کے حقدار ہوں گے جب وہ مسلمانوں کا ساتھ دیں گے (کفار کے خلاف)۔ اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جزیہ طلب کرو۔ اگر وہ ایسا کر دیں اسے قبول کرو اور اپنے ہاتھ دور رکھو۔ اگر وہ یہ ٹیکس نہ دیں تو اللہ سے مدد مانگو اور ان سے جنگ کرو۔ اگر تم کسی قلعے کا محاصرہ کرو اور محصور افراد تمہیں خدا اور رسول کا واسطہ دیں تو ایسا کرنے سے باز رہو اور انہیں اپنی اور اپنے ساتھیوں کی ضمانت دو کیونکہ ایسا کرنے میں تمہارے لئے کم گناہ ہے اگر یہ ضمانت پوری نہیں ہو بجائے یہ کہ یہ ضمانت خدا اور اس کے رسول کے نام پر دی جائے اور پھر پوری نہ ہو اور اگر تم کسی قلعے کا محاصرہ کرو اور محصور لوگ تمہیں خدا کے نام پر انہیں باہر نکلنے کا موقع دینے کو کہیں تو خدا کے نام پر ایسا نہیں کرو اور صرف اپنے حکم پر ایسا کرنے کی اجازت دو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ تم خدا کے حکم کی تعمیل کر سکو گے یا نہیں۔ (صحیح مسلم، جہاد اور مہم کی کتاب: 4294)

کیا قتال سے پہلے والدین سے اجازت طلب کرنا ضروری ہے؟

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ مذہبی رہنما نوجوانوں کو دشمن کے خلاف قتال کی ترغیب دیتے ہیں۔ یہ بھی ایک عام مشاہدہ ہے کہ یہ مذہبی رہنما قرآن اور حدیث سے مشورہ لئے بغیر کسی بھی مُلک اور قوم کو دشمن قرار دے دیتے ہیں۔ یہ انتہا پسند یہاں تک کہتے ہیں کہ اگر والدین جہاد (قتال) سے روکنے کی کوشش کریں تو ان کا کہا ماننا ضروری نہیں۔ جبکہ یہ اس روایت کے بالکل متضاد جیسے یہاں بیان کیا گیا ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص حضور ﷺ کے خدمت میں پیش ہوا اور کہا کہ ’میرے بوڑھے ماں باپ ہیں اور چونکہ ان کا مجھ سے لگاؤ کچھ زیادہ ہے اس لئے وہ میرے جہاد پر جانے کے حق میں نہیں۔‘ یہ ماجرہ سننے کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ ’(اگر یہی ماجرہ ہے) تو تم اپنے والدین کے ساتھ رہو، ان کے ساتھ گزارا ایک دن اور رات جہاد میں گزارے ایک سال سے بہتر ہے۔ (بہار الانور، جلد 74، صفحہ 82)

کیا قتال میں خودکش حملے جائز ہیں؟

اسلام میں خودکشی کسی بھی حالت میں حرام ہے۔ البتہ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ عمل اگر اسلامی تعلیمات کے فروغ اور سلامتی کے لئے کیا جائے تو جائز یا حلال ہے۔ جبکہ یہ عمل ہر مذہب میں حرام تصور کیا جاتا ہے۔ قرآن میں بھی خودسوزی کے بارے میں کئی احکامات بیان کئے گئے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ بھی خودکشی کرنے والے کو جہنم کی تہہ میں ڈالے جانے کے بارے میں فرماتے ہیں۔ اللہ قرآن میں صاف الفاظ میں فرماتا ہے کہ ’اور اپنے آپ کو مت مارو، بیشک اللہ سب سے رحیم ہے۔‘ (سورہ الانساء 29) قرآن کی ایک اور آیت میں بیان ہوتا ہے کہ ’اپنے آپ کو تباہی میں مت پھینکو‘ (سورہ البقرہ 195) ایک مرتبہ ایک شخص نے خودکشی کر لی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ’یہ شخص جہنمی ہے۔‘ یہ سن کر لوگ حیران ہو گئے، کیونکہ بظاہر اس شخص نے یہ کام اچھی نیت سے کیا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ’ایک شخص کوئی ایسا کام کرے جو لوگوں کے سامنے جنت میں جانے والے کا کام ہے، مگر حقیقت میں وہ جہنم کی آگ میں جلایا جائے گا۔

Individualland
Where the individual counts

contact@individualland.com
www.individualland.com